ڈاکٹر احسان الٰہی رانا

ترجمہ قرآن مجید از محمدؒ امینؒ

حال ہی میں قرآن کریم کا ایک قلمی نسخہ ہماری نظر سے گزرا ہے جو چند وجوہ کے اعتبار سے نادر ہے۔ اس نسخے کی کتابت سے مولانا عبدالرحمٰن احمد آبادی کے شاگرد مولانا محمد امین سہ شنبہ ۲۰ محرم الحرام ۱۱۳۵ھ (مطابق ۱۰ نومبر ۱۷۲۲ء) کو فارغ ہوئے۔ پھر اس کے فارسی ترجمے اور تعلیقات کا اندراج چہار شنبہ ۱۸ رجب المرجب ۱۱۳۶ھ (مطابق ۱۲ اپریل ۱۷۲۴ء) کو پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اس نسخے کی تکنیکی تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

حجم: ۲۹۶ اوراق

تقطیع: ۱/۲ ۳۱ سم × ۲۰ سم

حوض: ۱/۲ ۲۲ سم × ۱/۲ ۱۴ سم جس کے باہر بڑی نفاست سے دو باریک سرخ لکیروں اور اس کے اردگرد ایک نیلی لکیر کا چوکھٹہ لگایا گیا ہے۔ حوض کے تین طرف ۲۹ سم × ۱۷ سم کا ایک باریک نیلی لکیر سے بھی چوکھٹہ لگایا گیا ہے۔

کاغذ: قدیم، ملائم مائل برنگ اسمر

متن: ۱۳ سطر

خط: نسخ جلی، سیاہ آبدار روشنائی، فارسی ترجمہ سرخ روشنائی سے قدرے باریک قلم سے لکھا گیا ہے۔ مگر یہ روشنائی شاید امتداد زمانہ سے بے آب ہو چکی ہے۔ آیات کے اکثر نشانات اور حاشیہ میں چند کلمات جو سورتوں کی نشاندہی کے لیے لکھے گئے ہیں وہ بھی اسی سرخ

روشنائی سے درج کیے گئے ہیں۔ سبز چمکیلی روشنائی سے رموز اوقاف مثلاً ج، ط، ۵، ز، صلے، ص، لا، قف وغیرہ ظاہر کیے گئے ہیں۔ سورتوں کے نام اور اعداد آیات، رکوع اور اجزاء یعنی پاروں کے نشانات بھی اسی سبز روشنائی سے درج کیے گئے ہیں نیز الثلث النصف، الربع بھی اسی روشنائی میں ہیں۔ کہیں کہیں "دن م بجد" کے درمیان "م" کو بھی سبز روشنائی سے لکھا گیا ہے۔

حاشیہ میں باریک قلم سے خط نستعلیق میں سرعت کے ساتھ تعلیقات درج کیے گئے ہیں۔

دیگر تراجم سے تقابل کی غرض سے سورۃ الفاتحہ کا ترجمہ بزبان فارسی جو مولانا محمد امین نے لکھا ہے۔ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

سپاس مطلق مر خدا را است کہ پروردۂ عالمیان بخشندہ مہربان خداوند روز جزا
ترا می پرستم و خالص از تو یاری میخواہم راہنمائی ما را براہ راست [و] ہی
کہ انعام کردہ بر ایشان نہ براہ آن کسانیکہ خشم گرفتہ بر ایشان و نہ رہ گمراہان
[چنین باد

اس نسخے میں سورتوں کی تعداد اور ترتیب درست ہے۔ البتہ بعض سورتوں کی آیات کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً سورہ آل عمران میں، جیسے کہ عام طور سے بتایا گیا ہے[1]، دو سو یا ایک سو ننانوے آیات ہیں۔ مگر اس مخطوطے میں سورہ آل عمران کو ۲۰۴ آیات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ الانعام میں ۱۶۵ یا ۱۶۶ یا ۱۶۷ آیات بتائی جاتی ہیں۔ لیکن اس مخطوطے میں ایک سو چھہتر آیات بنا دی گئی ہیں۔ سورۃ الرعد کی آیات کی تعداد ۴۳ یا ۴۴ یا ۴۷ بتائی جاتی ہے مگر اس نسخے میں پینتالیس ہے سورہ بنی اسرائیل میں ایک سو دس یا ایک سو گیارہ آیات بتائی جاتی ہیں مگر اس نسخے میں ایک سو بیس آیات ہیں۔ سورہ زخرف میں ۸۸ یا ۸۹ آیات ہیں مگر اس نسخے میں یہ سورہ ۷۷ آیات پر مشتمل ہے۔ متن میں فرق نہیں ہے۔ البتہ تقطیع آیات میں فرق ہے۔

---

[1] جلال الدین السیوطی، الاتقان، قاہرہ ۱۹۵۱ء، ۱: ۶۸

اس نسخے میں تقریباً ہر سورۃ کے سر نامہ (عنوان) کے ساتھ حاشیہ میں ایسی سورہ کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے جو ترتیب نزول کے اعتبار سے اس خاص سورۃ کے بعد نازل ہوئی یہ تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے اور اس پر ہم کسی آئندہ کے شمارے میں بحث کریں گے۔

سورۃ المائدۃ ثم التوبہ وقیل الممتحنۃ ؛ سورۃ الانعام ثم والصفات ؛ سورۃ الاعراف ثم الجن ؛ سورہ یونس ثم الصود ؛ سورۃ یوسف ثم الحجر ؛ سورۃ الرعد ثم الرحمٰن ثم الانعام فیہ اختلاف ؛ سورۃ الحجر ثم الانعام ؛ سورۃ ابراہیم ثم الانبیاء ؛ سورۃ النحل ثم المضاجع ؛ سورۃ بنی اسرائیل ثم یونس ؛ سورۃ الکہف ثم الشوریٰ ؛ سورۃ مریم ثم طٰہٰ ؛ سورۃ طٰہٰ ثم الواقعہ ؛ سورۃ الحج ثم المنافقون ؛ سورۃ المؤمنین ثم الم تنزیل ؛ سورۃ النور ثم الحج ؛ سورۃ النمل ثم القصص ؛ سورۃ القصص ثم المطففین ؛ سورۃ الروم ثم العنکبوت ؛ سورۃ لقمان ثم سبا ؛ سورۃ السجدہ ثم نوح ؛ سورۃ الاحزاب ثم المائدۃ ؛ سورۃ الفاطر ثم مریم ؛ سورۃ یٰس ثم الفرقان ؛ سورۃ الطور ثم حم السجدہ ؛ سورۃ السجدۃ ثم زخرف ؛ سورۃ حم عسق ثم ابراہیم ؛ سورۃ الزخرف ثم الدخان ؛ سورۃ الدخان ثم الجاثیۃ ؛ سورۃ الجاثیۃ ثم الاحقاف ؛ سورۃ الاحقاف ثم والذاریات ؛ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم الرعد ؛ سورۃ الفتح ثم التوبۃ ؛ سورۃ الحجرات ثم التحریم ؛ سورۃ قٓ ثم البلد ؛ سورۃ الذاریات ثم ہل اتیک ؛ سورۃ الطور ثم المومنون ؛ سورۃ النجم ثم عبس ؛ سورۃ القمر ثم صٓ ؛ سورۃ الرحمٰن ثم ہل اتیک ؛ سورۃ الواقعہ ثم الشعراء ؛ سورۃ الحدید ثم محمد علیہ السلام ؛ سورۃ الحشر ثم النصر ؛ سورۃ الممتحنۃ ثم النساء ؛ سورۃ الصف ثم الفتح ؛ سورۃ الجمعۃ ثم التغابن ؛ سورۃ المنافقین ثم المجادلۃ ؛ سورۃ التغابن ثم والصافات ؛ سورۃ التحریم ثم الجمعہ ؛ سورۃ الملک ثم الحاقۃ ؛ سورۃ القلم ثم المزمل ؛ سورۃ الحاقۃ ثم المعارج ؛ سورۃ المعارج ثم الانبیاء ؛ سورہ نوح ثم والطور ؛ سورۃ الجن ثم یٰس ؛ سورۃ المزمل ثم المدثر ؛ سورۃ المدثر ثم الفاتحۃ وقیل تبت ؛ سورۃ القیٰمۃ ثم الہمزۃ ؛ سورۃ الدہر ثم الطلاق ؛ سورۃ العاصفات ثم قٓ ؛ سورۃ النبا ثم والنزعٰت ؛ سورۃ النزعٰت ثم انفطرت ؛ سورہ عبس ثم القدر ؛ سورۃ الشمس ثم الاعلیٰ ؛ سورۃ انفطرت ثم انشقت وقیل الروم ؛ سورۃ المطففین ثم البقرۃ ؛ سورۃ انشقت ثم الروم ؛ سورۃ البروج ثم والتین ؛ سورۃ الطارق ثم الطلاق ؛

سورۃ الغاشیۃ ثم الکھف ؛ سورۃ الفجر ثم والضحٰی ؛ سورۃ البلد ثم والطارق ؛ سورۃ الشمس ثم البروج ؛ سورۃ اللیل ثم والفجر ؛ سورۃ الضحٰی ثم الانشراح ؛ سورۃ الانشراح ثم العصر ؛ سورۃ علق ثم ن ؛ سورۃ القدر ثم والشمس ؛ سورۃ البیّنۃ ثم الحشر ؛ سورۃ الزلزال ثم الکوثر ؛ سورۃ القارعۃ ثم القیامۃ ؛ سورۃ العصر ثم والعادیات ؛ سورۃ الفیل ثم والعادیات ؛ سورۃ الفیل ثم الفلق ؛ سورۃ قریش ثم القارعۃ ؛ سورۃ الکافرون ثم الفیل ؛ سورۃ النصر ثم المؤمنون ؛ سورۃ تبّت (لھب) ثم کوّرت ؛ سورۃ الاخلاص ثم والنجم ؛ سورۃ الفلق ثم والناس ؛ سورۃ الناس ثم الاخلاص۔

اس نسخے میں بہت سی باتیں نئی اور انوکھی ہیں۔ ان میں سے ایک ہے لفظ "آمین" جو کاتب سے پہلے مرحلے میں سورۃ الفاتحہ کے آخر میں درج کر دیا۔ پھر نہایت صفائی سے اسی کاغذ کی مٹی کی تہ سے اسے چھپا دیا۔ لیکن فارسی ترجمہ "چنیں باد" باقی رہ گیا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ "آمین" جزو قرآن نہیں اور نہ کسی قاری نے "آمین" کو داخل قرآن کہا۔ البتہ مجاہدؒ (م ۳۲۴ھ) "او را از قرآن دارد و داخل سورہ فاتحہ پندارد" [1]

جس نفاست سے کاتب نے "آمین" کے مقام کی تصحیح کی ہے اسی طرح کی مثال سورۃ البقرہ کی آیت ۱۰۲ (وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ط) میں پہلے "وَ لَبِئْسَ ما اشترو۱" لکھ دیا (ورق ۹ ب، سطر ۵) پھر بڑی محنت سے اسے "مَا شَرَوْا" بنایا۔

اسی طرح سورۃ القدر کی پہلی آیت (ورق ۲۹۳ ب، سطر ۱۱) میں "لیلۃ القدر" مکرر لکھا گیا کاتب نے تین مکرر کو نہ مشکول کیا اور نہ اسے قلم زد ہی کیا۔ بلکہ یونہی چھوڑ دیا ہے اور بعد میں باریک قلم سے کہیں کہیں کاٹ دیا ہے۔

علاوہ بریں اس نسخے میں دو تین مقامات پر بیاض آئے ہیں۔ سورۃ الاعراف کی آیت ۱۶۱ اور جْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا (بیاض) کَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ۵ (ورق ۷۹ الف، س ۱) اس ورق کی پشت پر آیت ۱۶۹ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ (بیاض) مِّیْثَاقُ الْکِتٰبِ (ورق ۷۹ ب، س ۱) بظاہر یہ خالی

---

[1] شہاب الدین دولت آبادی: بحر مواج، لاہور ۱۲۹۷ھ، ص ۲۰

کاغذ کے نقص کی وجہ سے چھوڑ گیا ہے لیکن سورۃ الدخان کی آیت ۱۴ میں بیاض کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ [بیاض] وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۵ (ورق ۲۳۹ ب) شاید کاتب کو نقل کرتے ہوئے یہاں التباس ہوا۔ وہ یہاں بھی وقف لازم کی علامت ڈالنا چاہتے تھے۔ انہیں ایک دو آیتوں میں آگے پیچھے دو جگہوں پر وقف لازم کی علامتیں نظر آئی ہیں

مولانا محمد امین کی تعلیقات بالعموم ناسخ و منسوخ، شان نزول، اوقاف اور رسم الخط سے متعلق ہیں۔ ان تعلیقات میں کہیں کہیں وعظ و تذکیر کا رنگ بھی جھلکتا ہے۔ اس ضمن میں اس نسخے کی ایک اور خصوصیت بہت نمایاں نظر آتی ہے۔ سینکڑوں مقامات پر مؤلف نے یہ جملہ چسپاں کیا ہے:

"حکم این آیت منسوخ است بآیہ سیف ۵"

مؤلف نے اپنی تعلیقات میں سند کے طور پر پچاس سے اوپر اہم اور مستند کتابوں کے حوالے دیے ہیں۔ ان میں سے بعض کتابیں نایاب ہیں۔ اس اعتبار سے اس نسخے کی اہمیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

ان تعلیقات میں حافظ کلاں بخاری کی کتاب "الدر الفرید فی التجوید" کے حوالے جس کثرت سے ملتے ہیں کسی اور کتاب کے نہیں۔ مؤلف نے اکثر و بیشتر اسے "درۃ الفرید" کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور کبھی اسے "رسالہ حافظ کلان" کے عنوان سے بھی تعبیر کیا ہے۔ یہ اوقاف القرآن پر فارسی میں ایک نہایت مفید اور جامع رسالہ ہے جو ۹۷۰ھ میں مرتب کیا گیا۔ حافظ کلان کا سال وفات معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ انہوں نے غازی عبید اللہ بہادر خان شیبانی کا زمانہ دیکھا ہے۔ غازی عبید اللہ بخاری کے علاقہ میں ۹۹۱ سے ۱۰۰۶ھ تک حاکم رہے۔ "الدر الفرید" ہنوز زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی۔ اس کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں موجود ہے[1] اس کا ایک اور نسخہ کتبہ آصفیہ دکن میں بھی ہے[2] آغا بزرگ تہرانی نے اپنی مشہور تالیف "الذریعہ"[3] میں اطلاع دی ہے کہ الدر الفرید کا ایک نسخہ مکتبہ

---

[1] مجموعہ شیرانی بذیل رقم ۹۵ ۱۲، سال کتابت ۱۱۱۳ھ

[2] ۱: ۳۰۶

[3] ۸: ۱۰۶

انحوالنساری میں بھی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف محمد امین کو تجوید کے فنّ شریف سے خاص مناسبت اور دلبستگی تھی چنانچہ اس نسخہ قرآن میں قرآت، اوقاف اور رسم الخط کے اختلاف سے متعلق مفید معلومات بڑی کثرت سے ملتی ہیں۔ تقریباً ہر صفحے پر حافظ کلاں کی کتاب کا ذکر ہے۔

دوسری اہم کتاب "خلاصۃ الوقوف" ہے جس کے مصنف کا ابھی تک سراغ نہیں مل سکا۔ یہ کتاب بھی بظاہر فارسی میں تھی۔ لفظ "وقوف" ہی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کتاب عربی میں نہیں ہے۔ کیونکہ عربوں کے ہاں "اوقاف" کی اصطلاح مروّج ہے۔ ان کے ہاں "وقوف" ارکانِ حج میں سے ایک ہے۔ افسوس ہے کہ "خلاصۃ الوقوف" کا نسخہ بھی کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکا۔ "خلاصۃ الوقوف" کے اقتباسات جو مؤلف نے اپنی تعلیقات میں دیے ہیں۔ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ "خلاصۃ الوقوف" نہ صرف السجاوندی کے بعد کے دور کی تالیف ہے۔ بلکہ یہ حافظ کلاں کے بھی بعد مرتب کی گئی۔ ایک بھونڈا سا جملہ ہے: "من رسالہ حافظ کلان فی الخلاصۃ الوقوف"[1]

مؤلف کے سامنے فارسی کی ایک اور کتاب بھی تھی جو اسی فن سے متعلق تھی۔ اس کا عنوان "المدلّل فی علم وقوف القرآن العظیم" ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کے حوالے ورق ۲ الف اور ۹ الف پر دیے ہیں۔ "المدلّل" بھی نادر الوجود ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس کتاب کا ایک نسخہ مجموعہ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی لاہور میں بذیل رقم ۲/۱۴۹۶ محفوظ ہے۔ لاہور میں ۱۳۱۲ھ میں چھپی تھی۔

قرآن کریم کے اس نسخے کے حاشیہ میں حسن یَلبُندی (م ۹۰۴ھ) کی کتاب "فواتح" (تالیف ۸۹۰ھ) کا ذکر بھی ملا ہے یہ کتاب بھی فارسی میں ہے اور اس کے تین چار نسخے متحف بریطانیا، لندن میں بھی ہیں۔ ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بذیل رقم Ppe IV 17 (سال کتابت ۱۰۸۷، کاتب محمد لطیف سیالکوٹی) موجود ہے۔ یہ نسخہ ۱۴۵ اوراق پر مشتمل ہے۔ ملا محمد امین نے غلطی سے حسن یلبندی کی بجائے حسن میندی لکھ دیا ہے[2]

ملا محمد امین نے "غرائب الفوائد" کا بھی تین چار مقامات پر ذکر کیا ہے۔ مگر یہ کتاب بظاہر ناپید

---

[1] ورق ۲۲۷ ب، حاشیہ

[2] ورق ۱۳۵ الف

ہے۔ البتہ ہمیں "فرائد الفوائد" کے نام سے فارسی میں ایک کتاب معلوم ہے جو علم اوقاف القرآن سے متعلق ہے۔ فرائد الفوائد کا ایک نسخہ بانکیپور لائبریری میں ہے[1] ایک مکتبہ آصفیہ[2] میں اور ایک ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال میں[3] (نیز ملاحظہ ہو بروکلمن: تکملہ، ۲: ۲۷۶)

جہاں تک اس موضوع پر ان عربی کتب کا تعلق ہے جن سے مولانا محمد امین نے استفادہ کیا ہے، ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی المقری الصیرفی (۴۴۴ھ) کی کتاب "التیسیر فی القرآءت السبع" ہے جو دہلی سے ۱۳۲۸ھ میں (چھاپہ سنگی) اور حیدرآباد سے ۱۳۱۶ھ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کے حوالے مولانا محمد امین نے کئی مقامات پر دیے ہیں۔ محمد امین نے "ایک شرح تیسیر" کا بھی ذکر کیا ہے[4]۔ یہ غالباً "شرح علی التیسیر" لابن الجزری (۸۳۳ھ) ہے جسے "الدر المفیدۃ" بھی کہتے ہیں "تحبیر التحریر" کے عنوان سے بھی معروف ہے[5]۔ مؤلف نے اپنی تعلیقات میں کہیں کہیں "قال ابو عمرو" کہہ کر یہی کتاب مراد لی ہے۔

ان تعلیقات میں ابو عمرو الدانی کی ایک اور اہم کتاب "المقنع فی معرفۃ رسم (یا خط) مصاحف الامصار" کا بھی ذکر ملتا ہے[6]۔ یہ کتاب بھی عربی میں ہے۔

مؤلف نے اپنی تعلیقات میں السجاوندی کا بھی کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔ اس کا پورا نام محمد بن طیفور الغزنوی السجاوندی (متوفی حدود ۵۶۰ھ) ہے۔ اس کی کتاب "اوقاف القرآن" کا ذکر ابن الجزری نے کیا ہے[7]۔ السجاوندی کی کتاب کا ایک نسخہ پشاور لائبریری میں بذیل رقم ۱۰۸۷ محفوظ ہے۔

الشاطبی ابو محمد القاسم بن فیرہ (۵۹۰ھ) کی کتاب "حرز الامانی و وجہ التہانی فی القرآءت السبع" بھی جو کئی بار مع شروح و حواشی طبع ہو چکی ہے، مؤلف محمد امین کی نظر سے گزری ہے۔ انھوں نے الشاطبی[8] اور

---

[1] بذیل نمبر ۱۱۹۵ [2] ۱: ۳۰۶

[3] رقم ۹۰۱

[4] ورق ۲۵ الف

[5] ملاحظہ ہو بروکلمن، ۱: ۴۰۷؛ تکملہ، ۱: ۹۱

[6] ورق ۱۳۲ الف، ۱۵۸ ب، ۲۱۰ ب۔

[7] طبقات القراء، ۲: ۱۵۷، رقم ۳۰۸۴ [8] ورق ۴۶ الف

حاشیہ حرز الامانی [1] اور کنز الامانی " (تالیف ۶۹۱ھ) [2] کا ذکر کیا ہے۔ کنز الامانی " شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر الجعبری (۷۳۲ھ) کی تصنیف ہے اور یہ حرز الامانی کی بہترین اور مفید ترین شرح مانی جاتی ہے۔ مؤلف محمد امین نے الجعبری کی بجائے الجعفری لکھ دیا ہے۔

ابن الجزری شمس الدین محمد بن محمد ابو الخیر (۸۳۳ھ) کی کتاب " النشر فی القراآت العشر " جیسی مشہور و مقبول کتاب مولانا محمد امین کیونکر نظر انداز کر سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے نہ صرف " النشر " بلکہ ابن الجزری کی " تقریب النشر " دونوں کے حوالے دیے ہیں۔ " النشر " پہلی بار ۱۲۸۲ھ میں (طبع حجری) شائع ہوئی پھر ۱۳۴۵ھ میں دمشق میں چھپی۔

ان فنی کتابوں کے علاوہ مولانا محمد امین نے مختلف تفاسیر کو سامنے رکھا ہے جن کا تفصیلی جائزہ ہم اس مقالے کی دوسری قسط میں لیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

خریدار حضرات متوجہ ہوں

جن خریداروں کی مدت خریداری اکتوبر تک تھی انہیں مطلع کر دیا گیا ہے۔

خریداری کے متعلق اطلاع دیتے وقت براہ مہربانی خریداری نمبر ضرور تحریر فرمائیے۔

(ناظم دفتر ترجمان الحدیث لاہور)

---

[1] ورق ۵ ب

[2] ورق ۲۹۲ ب